

ما من شئ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ
 کوئی چیز ذکر خدا سے زیادہ عذاب خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔
 الحمد للہ کی تلقین و اذان علی القبر کے جواز میں یہ مبارک فتویٰ جس میں اختصاراً
 کتب معتبرہ سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ تلقین و اذان جائز و درست ہے جس کے
 ضمن میں موتی کے سماع کا مسئلہ بھی حل ہو گیا اور یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ مصر
 میں متعدد جگہ نماز جمعہ کا ادا کرنا جائز و مشروع ہے اور اس کا خلفاً اصلاً جائز نہیں۔
 (مسئلہ ہے)

فتویٰ جواز

تلقین و اذان علی القبر و تعدد

جمعة فی مساجد المصر

کو مولانا مولوی محمد غلام جان صاحب قادری سنی حنفی ہزاروی لاہور ہوی
 نے لکھا اور مولانا مولوی کمال الدین صاحب چشتی سنی حنفی بلوچستان
 متمکن ڈیرہ غازیخان نے علماء کرام احناف کے دستخط کرا کر اپنی کوشش و سعی سے
 مطبع مقبول عام پریس لاہور میں باہتمام منشی غلام احمد صاحب
 چھپوا کر ملنے کا پتا مولوی محمد غلام جان
 اندرونی ٹکسالی دروازہ لاہور مسجد پیری والی شائع کیا

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

استفتاء

بسم الله الرحمن الرحيم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ سوالات ذیل کے جوابات میں:-

سوال اول: کیا میت پر تلقین بعد از فین شریعت محمدیہ و عقائد حنفیہ میں جائز ہے یا نہ اگر ہے تو مہربانی فرما کر کتب معتبرہ سے باسند تحریر فرماویں عین مہربانی ہوگی بلکہ عنایت قدیمانہ سے بعید نہ ہوگا۔

سوال دوم: کیا بعد فراغت از تدفین قبر پر اذان کہنا عند الاحناف جائز ہے یا نہ تفصیلاً جواب سے شرف فرماویں۔

سوال سوم: کیا جس شہر میں شرائط جمعہ موجود ہیں وہاں نماز جمعہ جامع مسجد سے بغیر دوسری مسجدوں میں بھی جائز ہے یا نہ امید کہ آپ ہر تین سوالات کے جوابات سے تفصیلاً بہت جلد مشکور و ممنون فرما کر جزاک اللہ کا عند اللہ اجر پائیں گے۔ بینوا توجروا

المستفتی

مکرم و معظم مولوی محمد ابراہیم خان صاحب انسپکٹر پولیس اندرون نکسالی دروازہ لاہور

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى لقنا القرآن و علمنا النيان
والصلوة والسلام على رسوله النبى اخر
الزمان سيد الانس والجان الذى امرتى
بالتلقين بعد التدفين بقوله تضعوا موتاكم
الى الخ الذى هو مرجب الامن والامان من شر
الشيطان ۝

جواب سوال اول:

صورت مذکورہ و مسؤلہ میں تلقین بعد تدفین علی القبر شریعت محمدیہ و مذہب حنفیہ
میں بلا شک و شبہ جائز و درست ہے اس کا انکار بے کار اس کے جواز کیلئے تفصیلاً دفتر
درکارگر یہاں مشت نمونہ جزو اروانہ ک دلیل بسیار پر اقتصار و ما توفیقی الا
بالله العزیز الغفار اقول و بالله التوفیق و بالوصول الی ذری
التحقیق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں لا باس
به اذا ليس فيه الا ذكر الله تعالى و عرض الاعتقاد علی الیت الی
قولا و کل ذلک حسن۔ اس میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ نہیں اس میں مگر
ذکر اللہ تعالیٰ کا اور میت پر اعتقاد کا وارد کرنا ہے اور یہ سب خوب ہے، اسی طرح
مجمع البحار میں بھی۔ امام زاہد صفار نے کتاب مستطاب تلخیص الادلہ میں تصریح
فرمائی کہ تلقین موتا مسلک اہل سنت ہے اور منع تلقین مذہبی معتزلہ ہے کہ وہ میت کو
جماد مانتے ہیں۔ جیسا کہ امام شہید نے کافی و امام حجازی نے خبایہ میں ان سے

نقل فرمایا: (ان هذا) ای منع التلقین علی مذهب المعتزلة لان
الاحیاء بعد الموت عندهم مستحيل اما عند اهل السنة
(فالحديث) لقنوا موتا کم لا اله الا الله محمول علی حقيقة لان
الله تعالیٰ یحییہ علی حاجات به الآثار وقد روى عن دصلي الله
عليه وسلم انه امر بالتلقين بعد الدفن فيقول يا فلان ابن فلان اذكر
دينك الذي كنت عليه من شهادة ان لا اله الا الله وان محمد
رسول الله وان الجنة حق والنار حق وان البعث حق وان الساعة
حق لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور وانك رضيت بالله
ربا وبالا سلام ديناً و تمحمد نبياً وبالقرآن اماماً وبالكعبة قبله و
بالمؤمنين اخواناً ذكره في رد المختار عن معراج الدراية
ص ۵۷۱ / ج اول (تحقيق) (یہ) یعنی منع ہے تلقین بنا بر مذهب معتزله کے اس
لیے کہ ان کے نزدیک احیاء بعد الموت محال ہے لیکن بنا بر مذهب اہلسنت و
جماعت پس حدیث لقنوا موتا کم لا اله الا الله حقیقت پر محمول ہے اس لیے
کہ اللہ تعالیٰ زندہ کرنے والا ہے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے اور روایت کیا گیا
ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے بعد تدفین تلقین کا امر فرمایا ہے۔ نقل
کیا ہے صاحب رد المحتار نے معراج الدراية سے در مختار میں جوہر النیرہ سے
منقول ہے ہی امر مشروع عند اہل السنۃ بیشک تلقین اہلسنت کے نزدیک مشروع
ہے، نہایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ ہی کیف لا یفعل و قد روی عنہ علیہ
الصلوة والسلام انه امر بالتلقين بعد الدفن۔ تلقین کیوں نہ کی جائے

حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضور نے بعد دفن تلقین کا حکم دیا۔ شمس
 الائمہ حلواء نے فرمایا۔ لایؤمر بہ ولا ینہی عنہ۔ نہ تلقین کا امر کیا جائے اور نہ
 منع کیا جائے۔ حلیہ میں اسی عبارت کو نقل کر کے فرماتے ہیں ظاہرہ انہ مباح
 ظاہرات یہی ہے کہ تلقین مباح ہے قاضی خان میں ہے ان کسان التلقین لا
 ینفع لا یغمر ایضاً فیجوز تلقین میں اگر کوئی نفع نہ ہو تو ضرر بھی نہیں۔ صاحب
 عباب فرماتے ہیں انی سمعت استاذی قاضی خان یحکم عن امام
 ظہیر الدین انہ لقن بعض الائمۃ و اوصانی بتلقینہ فی جوزینے اپنے
 استاد قاضی خان سے سنا کہ امام اہل ظہیر الدین کبیری حکایت فرماتے ہیں کہ
 بعض ائمہ نے تلقین فرمائی اور مجھے اپنی تلقین کرنے کی وصیت کی پس جواز ثابت
 ہوا۔ اسی طرح شرح نقایہ میں ہے امام ابن امی رالحاج عبارت حقائق کہہ کر
 فرماتے ہیں یفید ان فعلہ راجح علی ترکہ یہ کلام استحباب تلقین کی مفید
 ہے۔ مضمرات میں ہے نحن نعمل بہما عند الموت و عند الدفن ہم
 دونوں تلقینوں پر عمل کرتے ہیں یعنی وقت نزاع بھی اور وقت دفن بھی اسی طرح
 فتاویٰ ناگیری میں ہے۔ مجمع البحار میں ہے اتفاق کثیر علی التلقین بہت علماء
 کا تلقین پر اتفاق ہے۔ نور الایضاح میں ہے تلقینہ فی القبر مشروع قبر
 میں تلقین کرنا مشروع ہے۔ علامہ طحاوی حاشیہ درمختار میں کتاب التہنئیں سے نقل
 فرماتے ہیں۔ التلقین بعد الموت فعل بعض مشائخنا ہمارے بعض
 مشائخ نے بعد الموت تلقین فرمائی۔ جامع الرموز میں جوہر سے منقول ہے مسئل
 القاضی مجد الکرمانی عند قال مارآہ المسلمون حسن فہو عند

اللہ حسن۔ جس کو مسلمان اچھا جائیں اس کو اللہ بھی اچھا جانتا ہے۔ طحاوی
 حاشیہ مراقی میں علامہ حلبی سے منقول ہے کیف لا یفعل معر انہ لا ضرر فیہ
 بل فیہ نفع للمیت تلقین کیوں نہ کی جائے حالانکہ اس میں کوئی نقصان نہیں
 بلکہ میت کیلئے فائدہ ہے۔ کشف الغطاء میں ہے بالجملہ بمقتضائے مذہب اہل
 السنۃ والجماعت تلقین مناسب پہر امام صفار کا ارشاد ہے کہ سزاوار آنست
 کہ تلقین کردہ شود میت را بر مذهب امام اعظم دھر کہ تلقین
 نیکند نہ میگوید بآن پس او بر مذهب اعتزال ست کہ ویند کہ
 میت جماد محض است و روح در قبر معاد نمیشود۔ وعن عمرا
 بن العاص قال لانبہ و هو فی سباق الموت اذا اقامت فلا تصجتي
 نائحة ولا نارا فاذا دفنتموني فشنو علی التواب شنائم اقيموا
 حول قبري قدر ما تبحر جنود يقسم لحمها حتی استانس بكم
 واعلم انی اراجع به و سل ربی رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ شریف
 ص ۱۴۹ وعن عبد الله ابن عمر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسہ اسرعوا به الی قبره
 والیقرء عنده راسه فاتحة البقرة و عند رجلیا بخاتمة البقرة رواہ
 البیهقی مشکوٰۃ شریف صفحہ مذکورہ خلاصہ جمیع نصوص متذکرہ بالا کا یہی ہے کہ تلقین
 علی القبر نہ صرف جائز بلکہ سنت ہے خواہ نام بمعہ ولد میت لیکر تلقین کرے یا بغیر نام
 کے ہر طرح جائز ہے ہر مسلمان حنفی العقیدہ کے لیے اس کی تعمیل ضروری ہے ہذا
 ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

جواب سوال دوم:

اس مسئلہ میں اگرچہ علمائے کرام کا اختلاف ہے مگر اکثر علمائے احناف و فضلاء صاحب انصاف کا ذہاب جواز کی طرف ہیں اور یہی بات حق بھی ہے کہ اذان مذکور فی السؤال کا جواز یقینی و قطعی ہے۔ ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور واقعی جس امر سے شرع منع فرماوے وہ اصلاً ممنوع نہیں ہو سکتا کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے اور اس میں کوئی تغیر سنت نہیں آتا اور ذکر الہی کسی طرح سے منع نہیں۔ اللہ رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے اذکروا اللہ ذکر اکثیر او سجود بکرة واصیلا الآیہ۔ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیح و تقدیس بیان کیا کرو بلکہ تفصیل صفات بتلا رہے ہیں کہ یہ اذان جائز و درست ہے۔ امام احمد و طبرانی و بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت فرماتے ہیں۔ قال دفن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ و زاد فی روایۃ و سوی علیہ مسح اللہ علیہ وسلم لم سجت و زاد فی روایۃ لم کبرت قال لقد تضائق علی هذه الرجل الصالح قبره حتی فرج اللہ تعالیٰ عنہ عذابہ دفن کیے گئے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور زیادہ کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں ڈالی گئی ان کی قبر پر مٹی تسبیح پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تسبیح پڑھی صحابہ کرام نے بھی ساتھ آپ کے دیر تک پہر حضرت نے تکبیر پڑھی دیر تک پہر کہا صحابہ کرام نے یا رسول اللہ صلعم کیوں آپ نے تسبیح پڑھی ایک روایت میں ہے کیوں آپ نے تکبیر پڑھی۔ حضور نے فرمایا اس مرد صالح پر اس کی قبر ٹٹک ہو گئی

تھی۔ یہاں تک یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اٹھا دیا اس سے عذاب، علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرتقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں اے ما ذالت الکبر و تکبرون واسبح و تسبحون حتی رجہ اللہ تعالیٰ یعنی میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی سے انہیں نجات بخشی اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر آسانی کیلئے بعد دفن کے اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو عین سنت ہونا میت یہ کہ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طہات زائد ہیں اس ان کی زیارت نہ معاذ اللہ نہ مضر نہ اس کے منافی بلکہ زیادہ مفید و مؤید مقصود ہے۔ اس زیادتی سے جواز میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں لا ینبغی ان یحل یشنی من ہذہ الکلمات لانہ ہوا المنقول فلا ینقص عند فلوزاد فیہا جاز لان المقصود الشاء و اظهار العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ علیہ الخ اور متعدد حدیثوں میں وارد ہے۔ اطفؤا التحریق بالتکبیر اذا رئیتم الحریق فکبروا فانہ یطفؤ النار اور بھی ہے فکبروا ای قولو اللہ اکبر اللہ اکبر و کر وہ کثیراً التکبیر علی ہذا الاطفاء الغضب الالہی ولذا ورد الاستحباب نہ روئے الحریق اور قبر بھی عذاب الحریق کا مقام ہے۔ تو اس وقت ان کلمات طہات مع الزیادۃ کا پڑھنا فائدہ ہے نہ نقصان اور یہ بھی ثابت ہے کہ قبر میں میت کیلئے شیطان دخل انداز ہوتا ہے جیسا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان المیت اذا سئل من ربک تری الشیطان

فیشیر الی نفسہ انی انما رب فلہذا اور دسوال الثبیت لہ حین
 سئل جبکہ شیطان قبر میں خلل انداز ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ شیطان اذان
 سے بھاگتا ہے۔ اذا اذن المؤذن ادبر الشیطان ولہ خصاص۔ جب
 مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوزنا بھاگتا ہے جبکہ یہ بات ہے تو پھر
 اذان قبر پر کیوں نہ کہی جائے کہ میت شیطان کے دھوکے سے بچ جائے۔
 ہکذا فی (حیۃ الموات فی بیان سماع الاموات) اور جبکہ فقہائے کرام قرآن
 قرآن مجید قبر پر پڑھنا مردے کے گناہوں کیلئے جائز فرماتے ہیں ویقرأ القرآن
 لما ورد من دخل المقابر فقرء سورة یس فحفف عنہم یومئذ کان
 لہ بعدد من فیہا حسنات شامی صفحہ ۶۰۵ جلد اول والمدعاء عندہ قائم
 کذا فی بحر الرائق عالمیگری ص ۱۰۷/ج ۱۔ پس اگر دعا قبر پر کی جائے تو
 مردے کیلئے تخفیف عذاب ہے کہ شیطان کا بھاگنا وغیرہ حدیث سے ثابت ہے
 ما من شئی انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ کوئی چیز ذکر خدا سے زیادہ
 عذاب خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔ اکثر واذا کمر اللہ حتی یقولوا مجنون
 اللہ کا ذکر اس درجہ بکثرت کر کہ لوگ تجھے مجنون بتائیں۔ حصین میں ہے اذ
 تغولتہ الغیلان نادا بالاذان جبکہ نصوص متذکرہ بالا سے بحمدہ اللہ ثابت ہو گیا
 کہ اذان قبر پر کہنی جائز ہے تو اب عدم جواز کا کوئی شبہ نہ رہا۔
 فقط واللہ اعلم بالصواب۔

جواب سوال سوام:

ہاں جامع مسجد کے علاوہ اور مسجدوں میں یہی جمعہ کا ادا کرنا جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے و تؤدی الجمعة فی صر واحد فی مواضع كثيرة وهو قول ابی حنیفۃؒ وهو الاصح و ذکر الامام السرخسی انہ الصحيح من مذهب ابی حنیفۃؒ رح وبہ نأخذ هکذا فی بحر الرائق ص ۹۳/ ج اور ادا کیا جائے جمعہ شہر میں مواضع کثیرہ میں اور یہی قول امام ابوحنیفۃؒ کا ہے اور یہی صحیح بھی ہے اور امام سرخسیؒ نے بھی ذکر کیا ہے کہ یہی صحیح ہے۔ امام ابوحنیفۃؒ کے مذهب میں اور ہمارا بھی اس پر عمل ہے اس طرح سے بحر الرائق میں درمختار میں ہے۔ و تؤدی فی صر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب و علیہ نقوی شرح المجمع لینی ادا کیا جائے۔ جمعہ شہر میں بہت جگہ بنا کر مذہب امام ابوحنیفۃؒ کے اور اسی پر فتویٰ ہے اسی طرح ہے مجمع البحرین اور فتح القدیر میں رد المختار ہے۔ قول مطلقاً سواء کان المصر کبیراً ول سوا فضل بین جانبیه نہی کبیر کبغدادا ولا و سواء قطع الجسر اوبقی منتصلاً و سواء ان التعدد فی مسجلین وار هکذا یفاد من الفتح و مقتضاه انہ لا یلزم ان یکون التعدد بعقد الحاجة کما یبدل علیہ کلام السرخسی الا فی ف ۹۳/ ج اہم ہے کہ شہر ہو یا نہ اور فاصلہ ہو درمیان دونوں جانب شہر کے نہر کبیر کا جیسا کہ بغداد میں ہے، یا نہ اور اہم ہے کہ پل ٹوٹا ہو باقی اور اہم ہے کہ دو مسجدوں میں ہو یا اکثر میں اسی طرح

ہے۔ فتح القدیر میں ملب یہ ہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ تعدد بقدر حاجت ہو جیسا کہ اس پر کلام سرخسی کی جائیگی دلالت کرتی ہے اور یہی ہے (قولا دفعا للخرج) لان فی الزام اتحاذا الموضوع حرجاً بیناً لاستدعائه تطویل المسافة علمی کثیر الحاضریں ولم یوجد دلیل عدم جواز التعدد بل قضیة الضرورة عدم اشتراط لاسیما اذا كان مصراً کبیراً اکمصرنا کما قال الکمال اس لیے کہ ایک جگہ جمعہ لازم کرنے میں جرح ظاہر ہے بوجہ طوالت مسافت کے اکثر حاضرین پر اور متعدد جگہ جمعہ ادا کرنے کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں پائی گئی بلکہ ضرورت تو عدم اشتراط مسجد اور مسجدین کو چاہتی ہے خاص کر جبکہ شہر بڑا ہو جیسا کہ ہمارا شہر ہے۔ اسی طرح لکھا ہے مولانا کمال الدینؒ نے خلاصہ یہ کہ جامع مسجد سے علاوہ اور مسجدوں میں طہی ادائے جمعہ جائز ہے اور اس برفتویٰ ہے۔ هذا ما عندي والله اعلم بالصواب وعندنا الكتاب والله الرجوع الى ما ب۔ بحمد الله اهل سنت وجماعت کا اجماعی مسئلہ وخصوصاً یہ حدیث صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کر دیا ہے کسی مشکک کی تشکیکات بے معنی سے کبھی اس میں تزلزل نہیں آ سکتا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ۰

خاکسار ابوالعرفان فقیر محمد غلام جان سنی حنفی قادری

رضوہنہ ارالگردی حال اندرون نکسالی دروازہ لاہور۔

<p>مدرسہ نصابی علی حبیب الکریم، تلقین میت بعد الدفن اور اذن علی القبر اور تعدد جمعہ کے جواز میں کوئی شبہ نہیں لہذا تینوں جواب صحیح ہیں اور سبارہ میں علماء اہلسنت کے رسائل ہی طبع ہو چکے ہیں۔ جوہر العبد المرائی رحمہ اللہ القوی ابو البرکات سید احمد دس دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور</p>	<p>ہر سر ۳ جواب صحیح ہیں جواز میں کلام نہیں انقباضت وغیرہ فضلی تھے دیگر ہے۔ حریرہ ابو محمد محمد دیدار علی امیر انجمن مرکزی حزب الاحناف ہند لاہور اضامن اجاب محمد مہر الدین مدرس مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور</p>
<p>حد احوال احکام اذ ابعد الحق الاصل جمال الدین امام مسجد کوچہ کوٹھی داران لاہور۔</p>	<p>ماقالہ الحبیب الملوہ فیہ صریح الصواب مفتی عبد القدر علی عسکری مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادہواں لاہور</p>
<p>الجواب صحیح والحبیب مصیب صیب شاہ پیش امام دہلا رشاہ محمد غوث صاحب</p>	<p>الجواب صحیح ومانع ضال وفضل عبدالستار ہزاروی ہذا الجواب صحیح وطلابی مراعلیہ المیۃ من العلماء احمد آئین عفی عنہ</p>

نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کرو مجھ پر عنایت کی نظر ہر بار یا حضرت
 مجھے دونوں جہاں میں ہے وسیلہ تیری رحمت کا
 نظر گر خواب میں آئے تہا را چہرہ اطہر
 نہو کیوں انبیاء کو انتہا امت میں ہونے کی
 تیرے سر پر خدا نے رکھ دیا لولاک کا زیور
 تجھے کوڑ مدینہ میں عنایت ہو گیا آقا
 اگر دنیا میں ہے جنت تو ہے کوچہ مدینہ کا
 سبھی روئے زمین سے طیبہ کو بہتر سمجھتا ہوں
 مدینہ کے جو ہیں اطراف سب کو غور کر دیکھا
 مجھے خار مدینہ ہیں گل گلزار سے بہتر
 تہا خلق کا مسجد بیت اللہ مقدس ہے
 احمد کو دیکھ کر احمد کا ہم نے کر لیا اقرار
 عرش کو چھوڑ کر ہوئی مدینہ میں مزار اقدس
 جو ہیں بھری سودی وہ بڑے بے دین و شیطان ہیں
 غلام ہندی مزار اقدس پہ آیا ہند سے چل کر
 وہ کافی ہے نظر مجھ کو میرے سرکار یا حضرت
 یہاں بھی ہو وہاں بھی تیری دیکار یا حضرت
 تو کشتی پار لگ جائے میرے غمخوار یا حضرت
 بڑا ہے انبیاء میں آپ کا دہار یا حضرت
 تو ہے دونوں جہاں کا باعث اظہار یا حضرت
 مدینہ میں برستے ہیں تیرے انوار یا حضرت
 ہوا ہے بحر بہ مجھ کو میرے اہلار یا حضرت
 کہ رہتے ہیں وہاں خوش خلق و خوش اطوار یا حضرت
 جو ادنیٰ سے ہے ادنیٰ وہ بھی ہے گلزار یا حضرت
 کہ رہتے ہیں وہاں تیرے بھی انصار یا حضرت
 وہ کتنا ہے غلای کا تیری اقرار یا حضرت
 جہاں ہوئے شہید اصحاب او دہار یا حضرت
 خدا نے بھر دیے اس میں بڑے اسرار یا حضرت
 جتا زمین سے ان کو وہ ہیں کفار یا حضرت
 غلای ہو قبول اس کی ملے دیدار یا حضرت

نشان منزل

محمد منشا تابش قصوری

بسم الله الرحمن الرحيم

”القول المختار فی جواز الحلیۃ والارقال“ حضرت علامہ مولانا غلام جان ہزاروی قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اپنی نوعیت کی مختصر مگر نہایت جامع تصنیف ہے جو نصف صدی قبل لکھی گئی اور عجیب اتفاق ہے کہ اسی مسئلہ پر ہمیں یہ تحقیقی رسالہ علامہ مولانا غلام فرید صاحب مائٹم اعلیٰ تعلقات عامہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی وساطت سے دستیاب ہوا۔ یہ رسالہ موصوف نے حضرت علامہ مولانا مظفر اقبال صاحب قادری رضوی لاہوری جو حضرت مصنف کے گرامی قدر فرزند دلہند اور علمائے اہل سنت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ جلیل القدر فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ خاموش فطرت اور حلیم الطبع عالم ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے علمی فیضان کو مزید پروان چڑھائے اور خاص و عام زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوں۔

رضا اکیڈمی لاہور اپنی اشاعتی سرگرمیوں کے باعث بین الاقوامی سطح پر تاریخ کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی اور دیگر اہل قلم سنی علماء کرام کی علمی، تحقیقی، تاریخی، مسلکی کتب کی عمدہ ترین اشاعت اور مفت تقسیم کرنا اس کا طرہ امتیاز ہے۔ ادارہ کی تمام تر کامیابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ کرم کا نتیجہ ہے جس کے باعث ایثار پسند، بے لوث، صاحبان ثروت معاونین اس کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ نیز محترم المقام حضرت الحاج جناب محمد مقبول احمد ضیائی قادری مدظلہ رضا کا زکی ترقی کیلئے شب و روز والہانہ سرمستی سے وقف جملہ خدمات رضا کارانہ طور پر سرانجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ رضا اکیڈمی لاہور کو مزید کامرانی سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نقطہ: محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، خطیب مرید کے

۱۰- اگست ۲۰۰۲ء

جاء الحق و ذهب الباطل ان الباطل كان زهوقا

تازیانہ برفرق جہول زمانہ

الحمد للہ یہ رسالہ وہابیوں کو غیظ و غضب میں لانے والا احناف کا اچالا چار مسائل کا قبالہ۔
مسئلہ جواز حیلہ و ارتقاط و مسئلہ جواز جماعت ثانیہ و مسئلہ جواز شہادتیں کا کفنی پر لکھتا و مسئلہ جواز
وجاء بعد نماز جنازہ۔ ہر چہار مسائل کا ثبوت قرآن پاک و حدیث سرور کائنات و کتب فقہ
حنفی احناف سے کیا گیا۔ مصدقہ علمائے ثقافت اہل سنت و جماعت

۱۳۷۱ھ لاہور مسکنی باسم ۱۹۵۱ء
۱۶ شعبان ۲۳ مئی

القول المحتاط

فی جواز

الحیلة والاسقاط

یہ مبارک فتویٰ

حق کا حامی و مددگار وہابیہ کے لیے نگلی تلوار جس میں ان کے عقائد و مکائد کا پورا اظہار
مؤلفہ ابوالمظفر مولانا مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی الاوگر ہوی ثم
الاہوری خطیب و متولی اونچی مسجد بازار کھٹھی حنفیہ رضویہ اندرون کلکتہ دروازہ لاہور و سابق
مدرسہ نعمانیہ لاہور پاکستان۔

باجہتمام

قاضی عبدالقدوس صاحب مظفر آباد

رضا اکیڈمی لاہور (پاکستان)

حامداً ومسلماً ومصلحاً

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل القرآن وسيلة للنجات و حيلة
لإسقاط السيئات و كفيلة لمكفورات الذنوب والخطيات و
جعل كتابة الشهادتين على الكفن نجاتاً من النكيرين و
صلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وأحابه وذريته
و عطرته وأهل بيته و عشيرته أجمعين ۝

يا صاحب الجمال يا سيد البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كان حقه
بعداز خدا بزرگ توئی قصه مختصر

استفتاء

مرسلہ جناب قاری محمد سعید صاحب پیش امام مسجد غیا نوالی مانسہرہ ضلع ہزارہ
مکرم المحترم جناب مفتی محمد غلام جان صاحب، زید مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سوال اول: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیاں شرع متین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ
تحويل یعنی دورہ قرآن پاک جو حیلہ و ارقاط کے نام سے اطراف و اکناف میں مشہور و
معروف ہے اس کو اکثر علماء جائز و مشروع قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو ناجائز و ممنوع سمجھتے
ہیں فرمائیے کیا مجوزین حق بجانب ہیں یا مانعین۔

سوال دوم: کیا جماعت ثانی یعنی جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت مستحب وقت میں بطریقہ
مسنون ہو چکی ہو اس میں دوسری جماعت اسی وقت میں جائز ہے یا نہ بینوا تو جروا۔

سوال سوم: کیا بعد نماز جنازہ میت کیلئے جو دعا مانگی جاتی ہے جائز ہے یا نہ اس دعا کو بھی
بعض منع کرتے ہیں۔ بینوا تو جروا۔

سوال چہارم: کیا میت کی کفنی پر کلمہ شہادت لکھنا جائز ہے یا نہ۔ امید ہے کہ ہر چہار
سوالات کے جوابات مفصل و مدلل بیان فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں گے۔ بینوا تو جروا۔

جواب سوال اول:

اقول و باللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔ تحويل قرآن پاک جو
حیلہ و ارقاط کے نام سے اطراف و اکناف میں مشہور و معروف ہی شریعت محمدیہ و مذہب حنفیہ
میں بلاشبہ جائز و درست ہے اور مجوزین حق بجانب ہیں اور یہی مسلک و عقیدہ اہلسنت و
جماعت کا ہے اور مانعین وغیرہ بجانب حق ہیں اور یہ عقیدہ غیر مقلدین و ہاتھیں ضالین
مضلیں کا ہے۔ یعنی قرآن پاک کو بمع نذیہ نقد و جنس نماز روزہ قضا شدہ کا بطریقہ مذکور نعم
البدل سمجھ کر ایک دوسرے مستحق صدقات خیرات کو دست بدست دے کر بطریقہ ایجاب قبول

مروج مرۃ بعد مرۃ قبضہ کرنا عند الاحناف جائز ہے کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے تا وقتیکہ کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو۔ مزید تفصیل یہ ہے کہ حیلہ و اسقاط میت کے لیے قبل از جنازہ یا بعد از جنازہ جو کیا جاتا ہے اس میں کوئی قباح شرعی تو ہے نہیں اور ایصال ثواب، صدقات و خیرات و خیرات مالی و بدنی میں بھی علماء اہلسنت و جماعت کا اتفاق ہے۔ کما حفص فی مقامہ۔ اس حیلہ و اسقاط مروجہ میں بھی روزہ نماز قضاء شدہ و دیگر حقوق اللہ بزبان رحمی وغیرہ میں قرآن پاک اور کچھ نقد و جنس کو نعم البدل گردان کر ایک مفلس مستحق صدقات خیرات دوسرے کو دوسرا تیسرے کو ملک و قبضہ کرانا ہے اس میں کون سی برائی ہے۔ اس حیلہ و اسقاط میں اس غفار کریم رحیم سے امید قبولیت کی جاتی ہے کہ وہ رب العزت بزرگیم کریم ہے بہت ممکن ہے کہ اس نعم البدل کو منظور فرماوے کہ انسان بوقت موت داغی صوم و صلوٰۃ سے عاجز و قاصر تو ہو ہی جاتا ہے اور یہ حیلہ و اسقاط شریعت مطہرہ میں مذموم و ممنوع بھی نہیں۔

سیدنا ایوب علیہ السلام

سے رب العزت نے فرمایا تھا کہ اے ایوب تم نے اپنی زوجہ کے بارے میں قسم کھائی تھی کہ اے بی بی میں تجھے سوکڑی ماروں گا۔ اب تو ایک سوٹکے کا حجازو لے کر مار لے تا کہ تم اپنی قسم میں حاش نہ ہو۔ پھر سیدنا ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کما قال اللہ تعالیٰ اخذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحث (الایہ) اس حیلہ و اسقاط میں جب کوئی امر غیر شرعی نہیں اور نہ ہی اس حیلہ و اسقاط کے کرنے سے قطعاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب عبادات مالی و بدنی میت کے ذمہ سے ادا ہو گئے۔ صرف یہ حیلہ و اسقاط ایک عمدہ وسیلہ ہے جس سے صوم و صلوٰۃ کو نعم البدل سمجھ کر رب العالمین سے امید قبولیت و منظوریت کی جاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ وہابی جو حیلے و سیلے کا منکر ہے وہ گمراہ و دودخو بھی بغیر حیلے و سیلے کے منہ میں روٹی بھی نہیں ڈال سکتا چنانچہ ہر ذی عقل پر یہ بات اظہر من الشمس ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ قرآن پاک صدقات خیرات انبیاء اولیاء علماء سب حیلہ نجات ہیں اور

اسی امید پر تلقین بعدتہ فین میت بحکم حدیث لقنوا موتکم جائز و درست ہے۔ اس کی یعنی تلقین کی مکمل تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ (تلقین و اذان علی القبر) میں کر دی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعدتہ فین میت کو پا کر رکریں کہا جائے یا فلاں ابن فلاں اذکر ربک و قل ربی اللہ و نبی محمد رسول اللہ و اما می القرآن و دینی الاسلام۔ اے فلاں بیٹے فلاں کے یاد کر اپنے رب کو اور کہو رب میرا اللہ ہے اور نبی میرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امام میرا قرآن پاک ہے اور میرا دین اسلام ہے اور یوں بھی آیا ہے۔ لقنوا موتکم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دخل الجنة اور مرا اس دخول سے دخول بلا عذاب ہے ورنہ ہر مسلمان داخل بہشت ہوگا۔ اس نذیہ کے متعلق رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ وعلی السنین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین جن لوگوں کو طاقت نذیہ کی ہے۔ مساکین کو طعام کھلائیں یعنی جن کو طاقت روزہ رکھنے کی نہ ہو بد لے۔ روزے کے ایک مسکین کو نذیہ دے۔ الغرض یہ حیلہ و اہ تقاط جس میں قرآن پاک مع اللہ یہ کا دورہ کیا جاتا ہے۔ بلا ریب جائز و درست ہے اس میں قرآن پاک کی کوئی تحقیر و توہین نہیں محض وہابی کا پروپیگنڈہ ہے جس میں سیدھے سادھے لاعلم مسلمانوں کو قرآن پاک کی توہین بتا کر دھوکا فریب دے کر اپنا الوسیدھا کرتا ہے۔

قاتلہم انی یؤفکون۔ بلکہ اس میں تو عین تعظیم قرآن پاک ہے۔ کپڑے میں لپیٹا ہوا نقد و جنس کے اوپر رکھا ہوا تھمکا ایک مسلمان با وضو بطریقہ ایجاب قبول انکساری سے دو سے کو بطور تعظیم میت مرحوم کی مغفرت کے لیے بہر کر کے معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ مسلمان تو اس بے بہا قیمت والی کلام کو تعظیماً حیلہ و وسیلہ گردانتا ہے اور وہابی مردود اس کو توہین بتاتا ہے۔

افلا تعقلون

برین عقل و دانش یاد گریست مسلمانو دیکھو وہابیہ خبثاء
خذلہم اللہ تعالیٰ رسومات اسلامیہ کو کس فریب و رویہ بازیوں سے ناجائز بلکہ

شُرک و کفر بتاتے ہیں۔ ان بے غیرتوں کو خالق سے تو شرم نہیں مگر خلق سے بھی شرم نہیں
 طعن در حضرت الہی کن بے حیا باش ہرچہ خواہی کن
 یریدون لیطغنوا نور اللہ بافواہبہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یہ
 جیلہ و ارتقا ط بطریقہ علوم تمام مسلمانوں کا محبوب و مطلوب ہے مگر ان دشمنان دین کا غیر
 مرغوب ماز آہ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن جس کو مسلمان اچھا جانتے ہیں خدا
 بھی اس کو اچھا جانتا ہے۔ جناب مولانا مولوی غلام قادری صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ
 خطیب مسجد بیگم شاہی لاہور نے اپنی کتاب عکاذہ فی صلوٰۃ الجنائزہ میں بالتفصیل جیلہ و
 ارتقا ط کے جواز میں مبسوط تحقیق فرمائی۔

استدلال

تازیانہ اول:

تذکرۃ السلوک مطبوعہ مراد آباد صفحہ ۴۴ میں ہے۔ ولعل الاکثر ماتعورف انہ
 یحاسب تمام عمرہ و یبیع مصحفاً و شیئاً اخر بمقدمات ہما من الفقیر
 فیکبض الفقیر المبیع و یصیر القدر المذكورہ دیناً علی ذمہ ثم یقول
 المفدی اعطیک ہذا المقدار من الحنطۃ فی عوض فدیۃ فلان المیت و
 یقول الفقیر قبلت۔ ثانی میں ہے۔ ثم اعلم انہ اذا وصی بفدیۃ الصوم
 والصلوٰۃ بحکم بالجواز قطعاً لانہ منصوص علیہ۔ واما اذا وصی بالكفارة
 یعطى لكل صلوٰۃ نصف صاع مثلاً و یدفع لفقیر ثم یدفع الفقیر للوارث ثم
 و ثم حتی یشم۔ اسی مقام میں رد المحتار (فصل فی ارتقا ط الصوم) میں بھی یہ مسئلہ ارتقا ط واضح
 و مفصل بیان ہے۔ کبیری میں ہے۔ ومن مات و علیہ صوم و صلوٰۃ فاوصی بمال
 معین یعطى لكفارة صلوٰۃ لزم و یعطى لكل صلوٰۃ كالْفَطْرَةِ وَلِلْوَتْرِ كَذَلِكَ
 وَ كَذَا بِصَوْمِ كُلِّ يَوْمٍ واما يلزم تنفيذها من الثلث وان لم يوصى وتبرع به

بعض الورثة وان كان الصلوة كثيرة والحنطة قليلة يعطى ثلاثة اصوع عن صلوة يوم وليلة مع الوتر مثلاً لفقير ثم يدفعها الوارث اليه وهكذا يفعل مراراً حتى يستوعب الصلوة ويجوز اعطائها لفقير واحد دفعة بخلاف كفارة اليمين والظهار والا فتاد بلا عذر۔

صفحہ ۳۹۷ فصل قضاء القوات (فتاویٰ عالمگیری) میں ہے۔

اذا مات الرجل و عليه صلوة فائنة فاوصى بان تعطى كفارة صلواته نصف صاع حنطة ولو دفع جملة الى فقير واحد جاز بخلاف كفارة اليمين و كفارة الظهار والافطار و في الواجبة لو دفع عن خمس صلوة تسع امانان لفقير واحد لانه يجوز من اربع صلوة ولا يجوز من صلوة الخامسة (صفحہ ۱۲۵ ج ۱) باب (قضاء القوات) كذا في جامع الرموز شرح مختصر الوقایہ (ج ۱ ص ۴۱۳) فتاویٰ برہنہ میں ہے کیے وفات یافت و بروے چند نماز است و او وصیت بکفارہ کردہ وارث او از ہر نماز فرض نیم صاع گندم دہد از ثلث مال او اگر مالے نلکذا شتہ نیم قرض گیر دو فقیرے دہد و این را بولے بخشید باز او بولے دہد و ہم چنین تا تمام شود و اگر ہمہ یک فقیر را دہد درست است و اگر از یک نماز ہر اے دو فقیر دہد روانہ (صفحہ ۳۳۶)۔

طحاوی صفحہ ۳۰۸ ج ۱

میں ہے فما يفعل الان من تدوير القرآن مع القدية للكفارة بين الحاضر و كل يقول الآخر و هبت لك هذا الدراهم للاسقاط ما على ذمة فلان من الصلوة والصيام و يقول الآخر صحيح (صفحہ ۳۰۸ ج ۱)۔

یوں ہی فتاویٰ سمرقندی میں ہے۔ عن ابن عون عن عبد الله قال قال عمر رضي الله عنه ايها المؤمنون اجعلوا القرآن وسيلة الى نجات موتكم فتحلقوا و قولوا اللهم لهذا الميت بحرمة القرآن وتناولوا بايديكم متناوبة و فعل

عمر رضی اللہ فی اخر خلافة لامرقة ملقبہ بحسینہ بنت عریبہ زوجة ملاہ
بجزء من القوان من مالی الی عمہ یسماء لون فی خلقة عشیرین رجلاً وما
شاع ذلک فی خلافة عثمان رضی اللہ عنہ لانکار مروان انتہی وقد شاع
فی زمان ہارون الرشید صفحہ ۱۹۹ ج ۳۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اے مومنو اپنے مونا کے لیے قرآن پاک کو
حلقہ باندھ کر وسیلہ بناؤ اور دست بستہ ایک دوسرے کو پکڑاؤ اور منہ سے کہو اے اللہ بھروسہ
اس قرآن پاک اس میت کے گناہ معاف فرما اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی
آخر خلافت میں ایک عورت جو حسینہ بنت عریبہ کے القاب سے ملقب تھی اس کی وفات پر بیس
مردوں کے حلقہ میں مالی لا اعبد الذی سے لے کر تاعم یسنا لون تک پڑھ کر حیلہ کیا
اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مروان کی شرارت سے شائع نہ ہوا اور پھر
ہارون الرشید کے زمانہ میں مشہور ہوا اب وہابی خبیثا اپنے ہم شرب مروان کی طرح مٹانے
کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن ان کی سرکوبی کے لیے رب العزت نے کوئی نہ کوئی حنفی ہارون
الرشید کی طرح پیدا کر ہی دیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

متذکرہ بالا فتاویٰ یعنی تذکرہ السلوک و شامی و کبیری و عالمگیری و جامع الرموز و فتاویٰ
برہنہ و طحاوی و خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ کتب کی عبارتیں جو نقل کی گئی ہیں ان کا خلاصہ ترجمہ و
مطلب یہ ہے کہ اسقاط و حیلہ بدیں بہت یعنی نقد و جنس بمع قرآن پاک تین مرتبہ گھمایا
جاوے کہ یہ امر خیریت کے لیے موجب کفارہ صوم و صلوٰۃ ہے مزید بریں اگر میت کی حالت
علاقت میں کچھ نماز روزے فوت ہو گئے اور میت نے اس قدر مال بھی نہ چھوڑا کہ اس کی تہائی
سے کفارہ نماز، روزہ کا ادا ہو سکے اور میت کفارہ کی وصیت بھی کر مرے تو ولی پر لازم ہے کہ
بدلے ہر نماز روزہ کے اور اسی طرح بعوض نماز ہر کے آدھا آدھا صاع گےہوں فقیروں کو
دے اور اگر تہائی مال میت اتنا نہ ہو یا اس نے وصیت نہ کی اور ولی میت اپنی طرف سے اس کا

کفارہ دینا چاہے گو اس پر لازم نہیں مگر سب نماز روزے فوت شدہ کا کفارہ نہ دے سکے تو اندریں صورت اس مال کو تین چار بار بقدر ضرورت فقراء میں گھماوے اس طرح کہ ولی ایک کو بخشے وہ دوسرے کو دوسرا تیسرے کو علیٰ ہذا القیاس یہاں تک کہ وہ مال اس کے تمام روزے نماز فوت شدہ کے مقدار کو پہنچ جائے تو موجب ثواب ہے اور اگر میت نے باوجود مالدار ہونے کے وصیت نہ کی یا مقدار کفارہ سے کم مال کی وصیت کی تو میت مذکور گنہگار ہے گا۔ یہ خلاصہ ہے تمام نصوص مذکور کا اور (جامع الصغیر للسیوطی) میں ہے عن محمد بن منکدر و عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو ان الصدقة جرت على يد سبعين الف لكان اجر اخرهم مثل اجر اولهم (صحیحہ ۱۹۹ ج ۳) فتاویٰ (سمرقندی) میں اور بھی ہے عن عبد الرحمن بن ابی بکر انه اوحد دور القصران الکریم فی زمان عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان الرقان شافع علی المؤمنین حیاتیاً و بعد ممات یوں ہی جناب مولانا مولوی ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب مرحوم امیر انجمن حزب الاحناف نے اپنے رسالہ تحقیق المسائل میں اس مسئلہ کو مدلل بیان فرمایا ہے۔

خلاصہ:

جواب یہ ہوا کہ حیلہ مروجہ موسومہ باسقاط جائز و درست ہے اس کا منکر پر لے درجے کا گمراہ بے دین بد مذہب ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم۔

جواب سوال دوم:

اقول وبالله التوفیق رب زدنی علماً۔ جماعت ثانی بعد جماعت اول جائز ہے شامی و فتاویٰ ہندیہ و تاضی خاں و خلاصۃ الفتاویٰ و جمیع کتب فقہ میں مصرح ہے کہ جماعت ثانی بے اذان و بے اقامت محراب سے دائیں یا بائیں ہٹ کر بلا کراہیت جائز ہے ہاں باذان و اقامت جدید ہیئت سابق جماعت ثانی مسجد محلہ میں مکروہ ہے اور شارع عام کی مسجد میں

باذان و اقامت جدید بیتیہ سابق بھی مکروہ نہیں یوں ہی بہار شریعت میں جمیع فتاویٰ کا خلاصہ مذکور ہے۔ (صفحہ ۱۳۰ ج ۳) لا یصلی الامام فی المواضع لا ذی صفی فیہ حتی یتحول رواہ ابو دائود مشکوٰۃ شریف ص ۸۰

(اعلیٰ حضرت جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنے رسالہ قطوف الدانیہ میں اس جماعت ثانی کے جواز میں مکمل تفصیل فرمائی ہے) فان شئت زیادة التحقیق فانظر فیہ۔

جواب سوال سوم:

دعا بعد نماز جنازہ بلا ریب و عیب جائز و درست و شروع ہے محیط میں ہے۔ الدعاء بعد صلوٰۃ الجنائزہ جائز لان الدعاء من العبادۃ۔ دعا بعد نماز جنازہ جائز ہے اس لیے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور نماز جنازہ بھی عبادت ہے۔ حدیث شریف میں ہے اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء واللہ اعلم جب تم میت پر نماز پڑھو تو پھر اس کے لیے خالص دعا مانگو۔

جواب سوال چہارم

اقول بتحقیقہ واجول بتدقیقہ۔ شریعت مطہرہ میں میت کی کفنی پر کلمہ شہادت یا کلمہ توحید یا عہد نامہ لکھنا درست ہے اس کا منکر وہابی بد مذہب ہے۔ امام ترمذی بن علی و امام بخاری نے نوادر الاصول میں روایت کی ہے کہ خود حضور پر نور شافع یوم القیوم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من کتب هذا الدعاء وجعله بین صدر المیت و کفنه فی رفعة لم یسله عذاب القبر ولا یری منکراً ولا نکیراً وہ وهذا لا اله الا الله والله اکبر لا اله الا الله وحده لا شریک له لا اله الا الله له المملک وله الحمد لا اله الا الله ولا حول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم۔ ترجمہ: جو شخص اس دعا کو کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھ دے اسے عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ اسے منکر نکیر نظر

آئیں گے۔ امام فقیہ ابن عقیل نے اسی دعا و کلمہ شہادت کی نسبت لکھا ہے۔ اذا كتب هذا الدعاء او الشهادة في كفن الميت دفع الله عنه العذاب الى يوم ينفخ في الصور۔ ترجمہ: جب یہی دعا و کلمہ شہادت کو کلمہ توحید میت کے سینہ پر لکھی جائے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس میت سے عذاب اٹھا دے گا۔ امام ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں اسی کلمہ شہادت کے متعلق لکھا ہے من كتب كلمة الشهادة وجعله بين صدر الميت او كتب على كفن الميت لا ينال عذاب القبر ولا يناله منكر او لا نكيراً وله شرح عظیم۔ ترجمہ: جس نے کلمہ شہادت لکھ کر میت کے سینہ پر رکھا یا کفن پر لکھا اس میت کو عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ اس کے پاس منکر نکیر آئیں گے اور اس کا بیان بہت لمبا ہے۔ حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے انتقال کے قریب امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اپنے غسل کے لیے پانی رکھوایا پھر غسل فرمایا پھر کفن منگوا کر پہنا اور حنوط کی خوشبو لگائی پھر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میرا منہ کوئی نہ کھولے اور مجھے اسی کفن میں دفن کر دیا جائے میں نے پوچھا کسی اور نے بھی ایسا کیا ہے فرمایا ہاں کثیر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا لا اله الا الله محمد رسول الله یوں ہی کتاب الاستحسان میں ہے۔ ذکر امام الصفار لو كتب على جبهة الميت او على عما منه او على كفنه كلمة الشهادة برجي ان يغفر الله له و يجعله اماناً من العذاب القبر۔ ترجمہ: امام صفار نے ذکر فرمایا اپنی کتاب میں کہ اگر میت کی پیشانی پر یا عمامہ پر یا کفن پر کلمہ شہادت لکھا جائے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمادے گا اور قبر میں میت کو عذاب سے امن ہو جائے گا اور درختار میں ہے۔ لو كتب على الجبهة الميت او فنه او عمامته كلمة الشادة برجي ان يغفر الله للميت و او على بعضهم ان يكتب في جبهته او صدره بسم الله الرحمن الرحيم ففعل ثم روى في المنام فسنل فقال لما وضعت في القبر جاء تني ملائكة فلما رآوا

مکتوب اعلیٰ جیہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا امننت من عذاب اللہ ۔
ترجمہ: درمختار میں ہے اگر لکھا جائے میت کی پیٹائی پر یا کفن پر یا عمامہ پر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ
میت کو بخش دے گا۔ (حکایت) کسی شخص نے قبل از وفات وصیت کی کہ میرے مرنے کے
بعد میری پیٹائی پر یا سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دیجیو انہوں نے بسم اللہ
شریف حسب الوصیت سید میت پر لکھ دی اور دفن کر دیا کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ
میرے ساتھ کیا معاملہ ہوا میت نے جواب دیا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا اور میرے سینے پر
فرشتوں نے بسم اللہ شریف لکھی ہوئی دیکھی تو کہنے لگے تو عذاب خدا سے امن میں ہو گیا
یوں ہی فتاویٰ کبیری للمکی میں ہے۔ اسی میں ہے وافر بعضہم بانہ قبل یطلب فعلہ
لغرض صحیح مقصود فایحہ وان علم انه بصیبه نجاست۔ (ترجمہ) اس کی
تائید و تاکید میں بعض دیگر علماء سے نقل کیا کہ غرض صحیح کے لئے ایسا کرنا مطلوب و مقصود ہے
اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ علوم ہو کہ کفن کو نجاست پہنچ جائے یعنی یہ رد ہے وہابی کے
اعتراض کا وہابی سیدھے سادھے مسلمانوں کو یہ دھوکا دیتے ہیں اور بدظن کرتے ہیں کہ کلمہ
شہادت کفن پر سخت بے ادبی ہے کہ میت کے متعفن ہوتے وقت کلمہ شہادت ملوث بہ نجاست
ہو جاتا ہے لہذا کبیری للمکی میں اس کا رد ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ غرض صحیح میت کی
نجات کے لئے یوں کرنا جائز و درست ہے۔ وقد روی انه مکتوب علی افخاذ
افراس فی اصطبل الفاروق رضی اللہ عنہ حبس فی سبیل اللہ۔ ترجمہ: امام نصیر
نے فرمایا کہ میت کے ساتھ کلمہ شہادت و مہدمہ رکھنے کے جواز کی روایت ہے اور پیش
مروی ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اصطبل میں کچھ گھوڑوں کے رانوں پر لکھا ہوا تھا۔
وقف فی سبیل اللہ اس سے صاف علوم ہوا کہ جب اصطبل میں تعفن کی جگہ گھوڑوں کی رانوں
پر اللہ کا لفظ لکھنے میں بے ادبی نہیں سمجھاں اللہ وہابی کے لئے تو یہاں بھی میت کو عذاب قبر سے بچاؤ
کے لئے کفن پر لکھنا بے ادبی نہیں سمجھاں اللہ وہابی کے بے ہودہ اعتراض کے رد میں کیا دندان

شکن جواب ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم نے اپنی کتاب قول الجلیل میں درودِ زہ کے وقت یہ آیت والقہر مافیہا و تحلت واذنت لوبہا و حقت لکھ کر عورت کی ران پر باندھنے کا لکھا ہے حالانکہ وہاں نجاست سے ملوث ہونے کا زیادہ خطرہ ہے اور بہت ممکن ہے کہ قاور مطلق مردہ میں جان ڈال کر حساب لینے پر جب قاور ہے تو وہ بعد حساب قبل از تعفن ہونے میت کے اس کلمہ شہادت کو اٹھا لینے اور منادینے پر بھی قاور ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر میت متعفن ہی ہوتا ہے۔ بعض ہلکا کثر بندگان خدا کا کفن تک خراب نہیں ہوا ہے وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ مسلمانوں ان خدائے سے دور رہو۔ ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا کفر ہے۔ ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا درود شریف پڑھنا اولیاءوں کے مزار پر جانا، مدینہ منورہ جانا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کو جانا یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کہنا یہ سب شرک و فکریہ ہے۔ یہ خدائے چاہتے ہیں کہ پرانے رسوم اسلام منادیے جائیں یہ لوگ فیاب فسی ثیاب۔ یعنی کپڑوں میں بھیڑے ہیں۔ ان کی امامت ناجائز ان کو مسجد سے فوراً نکالا جائے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے درمنثور جلد سوم میں یہ حدیث نقل فرمائی۔ قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة خطباً فقال قم یا فلان فاخرج فانک منافق فاخرجہم باسمائہم وفضحہم۔ ترجمہ: یعنی جمعہ کے دن عین خطبہ کی حالت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو اے فلاں اس لیے کہ تو منافق ہے نکل جا مسجد سے نام لے لے کر حضور نے منافقین کو مسجد سے نکالا اور ان کو رسوا و ذلیل کیا۔ پس ثابت ہوا کہ آیت کریمہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ایسے مفسدوں اور بد باطنین سے حق میں مازل ہوئی ہے۔ یہی لوگ مسجدوں میں آکر فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں اور مسجدوں کو براہِ باد و خراب و غیر آباد کرتے ہیں۔ اب نصف النہار کی طرح واضح ہو گیا کہ ان خدائے کو مسجدوں سے نکالنا عین سنت رسول اللہ ہے اور جو لوگ ان بے دینوں کی حمایت کرتے ہیں وہ بھی سخت جاہل ہیں۔ امام وہ ہو سکتا ہے جو سنی حنفی صحیح العقیدہ معتقد بزرگان دین ہو۔ ارشاد باری ہوتا

ہے۔ فلا تقعدوا بعد الذکر مع القوم الظلمین۔ وہابیہ بدعتی فاسق ہیں۔ ان کی اقترا
ہی ناجائز ہے۔ مسلمانوں سے دھوکا نہ کھاؤ۔ لا یلذع المؤمن من حجو مرتین۔ یہ
وہابیہ تسمیں اٹھا کر شیطان کی طرح اپنے آپ کو سنی حنفی بتاتے ہیں و فاسمہما انی لکما
لمن الناصحین۔ سید علی رضی اللہ عنہ نے ایک واعظ کو جو اس منسوخ کو نہیں جانتا تھا مسجد
سے نکال دیا تھا (تفسیر عزیزی) اشیاء والنظار میں ہے کہ موذی کو مسجد میں آنے سے منع کرنا
چاہیے۔ منقول از نصر المقلدین تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ وہابیہ منافق تقیہ باز ہیں ان
المنافقین فی المدرک الاسفل من النار انہی وہابیہ خبثاء کے متعلق جمع فتاویٰ میں اور
فتاویٰ ہزار یہ ہیں۔ مصرح ہے کہ من شک فی کفرہم و عذابہ عن ابہم فقد کفر
جوان وہابیہ کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ایسوں کے حق میں فرمایا: ایہم و ایہم لا یصلو انکم ولا یفتوا انکم (الحديث)
ترجمہ: اپنے آپ کو ان سے دور رکھو اور ان کو اپنے سے دور کرو دوسری حدیث شریف میں
ہے۔ فلا تجالسواہم ولا تشاربواہم ولا تکلواہم ولا تناکخواہم نہ ان کی
مجلس کرو نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو نہ ان سے پیادہ شادی کرو بلکہ علمائے ثقافت کا متفقہ فیصلہ ہے
کہ ان کی اقتدرائی کیا بلکہ جس جماعت میں ایک بھی وہابی ہو سب جماعت کی نماز ناجائز ہے۔

سوال: مولوی صاحب وہابی کون ہوتے ہیں؟

جواب: محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں۔

سوال: کیا ان کے کوئی اور القاب بھی ہیں؟

جواب: ہاں جی ان خبثاء کے چار القاب ہیں۔ وہابی، نجدی، اہل حدیث، غیر مقلد۔

سوال: مولوی صاحب ان القاب کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب: ان کو وہابی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے ابا جان محمد بن عبدالوہاب

نجدی بد مذہب کے مذہب پر ہیں۔ ان کو نجدی اس لیے کہتے ہیں کہ نجدی خبیث کے مذہب

پر ہیں۔ اہل حدیث ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ نجدی خبیث کے مذہب پر ہیں۔ اہل حدیث ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ اصلی ان خبیثاء کا نام اہل خبیث تھا انہوں نے شرم کے مارے پناہ نام اہل خبیث کا ہم وزن اہل حدیث رکھ لیا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ لوگ حدیث کے عامل اور حدیث کے جاننے والے ہیں اور غیر مقلدان کو اس لیے کہتے ہیں کہ ائمہ راہجہ میں سے کسی امام کے پیرو و مقلد نہیں۔

سوال: مولوی صاحب ان کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: ان خبیثاء کا عقیدہ یہ ہے کہ فقہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کو نہیں مانتے ان چاروں اماموں کے قلعین کو شرک بدعتی جانتے ہیں۔ سواد اعظم جن کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اتبعوا سواد الاعظم فانہ من شذذ شذ فی النار ان کو بدعتی کہتے ہیں۔

سوال: مولوی صاحب جو اجتہاد ائمہ راہجہ کو نہ مانے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: فتاویٰ مانگیری میں ہے کہ اجتہاد کا جو منکر ہو قطعاً کافر خارج از اسلام ہے۔

سوال: مولوی صاحب ان وہابیوں کے کچھ اور بھی عقیدے ہیں تو وہ بھی بتائیے۔

جواب: جی ان بدعتیوں کے عقائد کی فہرست تو بے شمار ہے مگر چند عقیدے ذکر کیے دیتا ہوں ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا، درود شریف پڑھنا، اولیاء اللہ کو ماننا، ان کے مزاروں پر جانا، مجلس میلاد شریف کرنا شرک و کفر ہے اور رفع الیدین کرنا آمین بالجبر کرنا سینے پر ہاتھ رکھنا باطل و رک دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ کی کہنی پر اور بائیں ہاتھ واکیں ہاتھ کی کہنی پر رکھنا ان کے ہاں جائز و درست ہے دونوں پیروں کو بہت پھیلا کر کھڑا ہونا ان کے ہاں جائز ہے۔

سوال: وہابیہ نماز میں کیسے کھڑے ہوتے ہیں؟

جواب: جیسا اونٹ پیٹا ب کرتے وقت ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہوتا ہے۔

سوال: محمد بن عبدالوہاب نجدی تو نجد میں ہندوستان میں وہابیت کون لایا۔

جواب: مولوی اسماعیل دہلوی جس کو شہید کہتے ہیں یہ محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی تصنیف کتاب التوحید لایا اور اس کی شرح تقویۃ الایمان لکھی جو فی الحقیقت تقویۃ الایمان ہے۔ محمد اسماعیل دہلوی کے اذہاب سید احمد بریلوی عبد اللہ غزنوی جن کے پودے امرتسر اور لاہور چینی والی مسجد میں لگے ہوئے ہیں اور اسماعیل دہلوی کی ذریت شمالی پہاڑوں کے پیچھے مجاہدین کے نام سے چمکنڈ وغیرہ میں چھپے بیٹھے ہیں۔

سوال: یہ مجاہدین کب سے شمالی پہاڑوں میں آکر بیٹھے۔

جواب: شاہ شہاب الدین عالمگیر ثانی کے زمانہ میں اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں۔
سوال: اسماعیل شہید کی ذریت جن کو مجاہدین کہتے ہیں چمکنڈ وغیرہ میں کیسے پہنچے۔

جواب: اسماعیل دہلوی نے دہلی کے بادشاہ کے مقابلے میں شکست فاش کھا کر لاہور آکر رنجیت سنگھ سے مدد مانگی۔ رنجیت سنگھ نے انکار کیا پھر پشاور جمع اپنے چیلوں کے ساتھ افغانوں سے مدد مانگی۔ مولوی حافظ دراز صاحب نے جن کا حاشیہ قاضی مبارک پر ہے۔ اس کو مناظرہ پر شکست فاش دے کر ذلیل و خوار کیا۔ افغانوں کو بتا دیا کہ یہ وہابی ہے وہاں سے پٹھانوں کے خوف سے ہزارہ کے پہاڑوں سے بھاگتا ہوا بالاکوٹ میں کسی پٹھان نے مار ڈالا پھر حکومت برطانیہ کی آزادی میں ترقی پکڑ گئے اگرچہ علماء احناف نے ان کو وقتاً فوقتاً بے حد ذلیل کیا مگر آزادی کی وجہ سے ان غمناک قلع قمع نہ ہوا۔

سوال: قاضی میر عالم وٹھی سکندر پور والا کیسے عقیدہ کا آدمی تھا۔

جواب: وہ بھی وہابی ہی تھا یہ ہے خلاصہ عقائد وہابیہ کا۔

تقریظ و تصدیق

شیخ الحدیث استاد العلماء سید المناظرین ابوالبرکات سید احمد صاحب

ماظم دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور پاکستان

حلیہ مروجہ ارقاط صوم و صلوٰۃ کے جواز و اباحت و استحسان میں اصلاً کلام نہیں بلاشبہ بطریقہ مذکور مسطور جائز و مباح بلکہ مستحسن ہے جیسا کہ مجیب لمیب حضرت مولانا مولوی مفتی محمد غلام جان صاحب قادری رضوی ہزاروی ثم لاہوری نے متعدد حوالجات کتب مستندہ و معتبرہ فقہ سے اور نیز مستند علماء احناف کے رسائل سے مسئلہ کی تائید فرمائی ہے۔ فقیر حقیر کا بھی یہی مسلک ہے۔ مجیب صیب نے مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہوئے تصریح فرمادی ہے کہ میت اگر مستطیع و متمول ہے تو اس کو اپنی نماز و روزہ کے فدیہ کے متعلق وصیت کرنا واجب ہے اور ورنہ اگر واجب ہے کہ اس کے ترکہ سے ایک تہائی میں سے ہر نماز و ہر روزہ کے عوض نصف صاع نلدم یا ایک صاع جو فقیر و مسکین کو بطور تملیک دیں ورنہ گناہگار مرے گا اور جب کہ اس نے وصیت بھی نہیں کی یا وہ ماری تو تھرنا و تلوٹنا و ترحمنا و رننا حلیہ مروجہ پر عمل کریں۔ فقراء مساکین کے بعد دیگرے نقد و جنس وغیرہ اشیاء کو ایجاب قبول کرتے اور ایک دوسرے کو تملیک کرتے اور اس کا ثواب میت کو بخشے چلیں تو امید سبکدوشی ہے اور تہل ملک سے حکم عین بھی

بدل جاتا ہے۔ ایسا کہ نور الانوار میں مصرح ہے اس مسئلہ کی توضیح جائزہ
 میں بھی ہے۔ جماعت ثانیہ علی ہیئت الاول نہ ہو تو بلا شک و شبہ جائز و
 درست ہے بلکہ حدیث مشکوٰۃ سے ثابت ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے
 اس کے جواز میں رسالہ القطف الدانیہ تصنیف فرمایا دعا بعد نماز جنازہ
 جب کہ اہل سنت و جماعت کا معمول ہے اور تمام بلاد اسلامیہ میں مروج
 ہے تو بلا شبہ جائز ہے ممانعت کی کوئی وجہ نہیں جبکہ نماز سے فارغ ہوتے ہی
 صفیں منتشر و متفرق ہو جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے اِذَا صَلَّيْمْ
 عَلَی الْمَيِّتِ فَاخْلَصُوا لَهُ الدُّعَاءَ رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ عن ابی ہریرہ
 رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ) اس حدیث میں فاخلصوا لہ فرمایا ہے اور اہل علم
 پر مخفی نہیں کہ ف تعقیب و وصل کے لیے حقیقت ہے لہذا بعد الصلوٰۃ دعا
 با خلاص کی اہمیت مستقار ہوتی ہے۔ نیز مسموط میں ہے۔ ان سبقتموا
 بِالدُّعَاءِ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ فقیر قاور کی ابوالبرکات سید احمد عثمانی عنہ
 مآظم دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور۔

تقریظ و تصدیق مصنف الحسناات و دیگر تصانیف کثیرہ

نازی کشمیر سید المجاہدین علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد صاحب قادری

خطیب مسجد وزیر خان صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان لاہور

اقول وبالله التوفیق۔ محب حبیب حضرت مولانا مفتی محمد غلام جان سلم الرحمن نے خود بھی وضاحت فرمادی ہے پھر مصدق اول مولانا ابوالبرکات صاحب تصریح کر چکے ہیں۔ پھر مزید توضیح تحصیل حاصل ہے۔ محب و مصدق صاحبان نے جس طرح حیلہ مروجہ و ارقاط کے ثبوت میں استدلال پیش کیے ہیں بالکل جائز و درست ہیں۔

کتبہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

خطیب مسجد وزیر خان

صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان

تصدیق و تقریظ ابوالرشید جناب مولانا ابوالفضل

اولانا مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مزنگ

الحمد لله على باكفا والصلة والسلام على رسول محمد المصطفى جو کچھ مولانا ابوالفضل اولانا نے بادل واضح تحریر فرمایا ہے بالکل صحیح و درست ہے اس پر اہل سنت و جماعت کا تعامل ہے۔ حضرت علامہ الخیر والہامامہ الشہیر شیخ الشیوخ الاسناد الشیخ یوسف العزیز المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ الامام من کیفیت الصلوٰۃ والصیام مطبوعہ مدینہ منورہ رجب ۱۴۳۰ھ ایلہ ارقاط کے متعلق ایسا ہی تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح حیلہ ارقاط کی تفصیل وجہ الصراط فی مسائل الصدقات والارقاط میں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کتاب الخیل میں اور دیگر کتب فقہ میں بحوالہ حدیث و قرآن مسطور ہے۔ جماعت ثانیہ کا ثبوت بطریقہ بالا کبیری ورد المختار وغیرہ میں موجود ہے اور کفن پر لکھنا بھی جائز ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے عورت کے دروزہ

کے لئے قرآن کریم کی آیت کا لکھ کر ان پر باندھنا بتایا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زکوٰۃ کے اونٹوں کی رانوں پر لکھنا بھی مذکور و مسطور ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رحمت حق بانہ میطلبد رحمت حق بھائے طلبد

ہذا ما عندی واللہ و رسولہ اعلم و علمہ لہ مجدہ اتم و احکم کتبہ
عبدالعزیز اصلاح اللہ اعمالہ و حالہ مقیم مزنگ لاہور۔

الجواب حق والحق احق بالاتباع ذلک کذلک وانا مقر بذلک

محمد انور سید محمود احمد رضوی

مدرس مدرسہ حزب الاحناف لاہور مدیر ہفتہ وار رضواں لاہور

ہذا هو الحق والصواب

محمد عالم

مدرس مدرسہ حزب الاحناف پاکستان لاہور

تذیل

مسلمان بھائیو ہز گنبد والے کے سچے شیدائیو ہابیہ کے مکرو فریب میں نہ آؤ یہ لوگ ہز
باغ دکھا کر شیش محل بنا کر پرانے رسم و رسوم شرعیہ کو بدعت بنا کر سیدھے سادھے خفی سلمانوں
کو سیدھے راستے سے ہٹا کر اپنے شیخ نجد کے گیت گا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اللہ
انصاف کرو انصاف کی بات سن کر دل کو صاف کرو و ہابیہ سے بچو ایسا کم و ایسا ہم لا
یضلونکم ولا یفتنونکم هذا ارینا ولکم الخیار وما علینا الالبلاغ۔ وسیعلم
الناس ظلمو ای منقلب ینقلبون۔ چوں درخانہ کس است یک حرف بس است و آخر
دعویٰنا ان الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی خاتم النبیین
سیدنا و مولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین آمین یا رب العالمین۔

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

جب داخلی بیت اللہ شریف سے فارغ ہو تو ملتزم کے نیچے کھڑے ہو کر

مولوی محمد اعظم صاحب کی معیت میں یہ مناجات پڑھی

الہی تو خالق ہے ارض و سما نہیں کوئی خالق تیرے ماسوا

ہیں محتاج سب اور تجھے ہے غنا فنا ہیں یہ سب اور تجھے ہے بقا

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

طفیل محمد جو مطلوب تو محمد سراسر ہے محبوب تو

کلام اس کی ہے خاص مرغوب تو جو مکر ہے اس کا وہ مغضوب تو

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

الہی طفیل محمد شفیق طفیل ابوبکر یار صدیق

جو ہیں ثانی ائمین غار رفیق گناہوں سے گردن کو کر دے عتیق

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

طفیل علی شیر خیر ممکن اسی طرح عثمان جو ہیں ذوالمہدی

نواسے نبی کے حسین و حسن تو کر مجھ پہ اپنا فضل اور منن

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

شفاعت محمد مجھے ہو نصیب لوائے حمد بھی مجھے ہو قریب

یہی چاہتا ہوں میں کہ روز حسیب محمد کو کر دے تو میرا طلبیب

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

جواب نکیریں آسان ہو تنگی قبر سے امن و امان ہو

میرا خاتمہ آخر ایمان ہو ادھر کا سفر مجھ پہ آسان ہو

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

غریب اور مسکین ہوں بے ثواب نہ فریاد رس کوئی تیرے سوا

تجھ ہی سے عرض کرتا ہوں اے خدا مجھے علم و عرفان کر دے عطا

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

مجھے باطنی علم محصول ہو مجھے علم معقول و منقول ہو

اسی پر عمل کرنا معمول ہو میرا نور سے سینہ مقبول ہو

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

میرے بھائی ماں باپ اور اقربا اسی طرح اصحاب احباب ما

یہی ہے دعا میری صبح و سدا محمد پہ کر دے تو ان کو فدا

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

عزیز و خلیل جو ہیں اخویاں وسیع سید ہر دو جو ہیں فدویان

میرے ہر دو ماموں جو خورد و کلاں سعید و غنی سب کو کر حکمران

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

بھتیجے میرے مولوی و حبیب پھر محبوب یہ سب ہیں میرے نقیب

پھر ان کو جو اولاد ان کے قریب ان سب کو علم اور سخا کر نصیب

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

میرا جج ہو مقبول مبرور نیز میرے سب گناہ ہوویں کا فور نیز

غلامی سے ہو جاؤں سب کا عزیز میرا خاتمہ ہووے بالخیر نیز

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول



ابوالمنظر مفتی محمد غلام جان صاحب

خطیب و متولی اونچی مسجد حنفیہ رضویہ

بازار محضی ملا حاکم اندرون نکسائی دروازہ لاہور۔ پاکستان